علاماتِ قیامت
اور
عقیدۂ ظہورِ مہدی
احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں
مؤلف
مولانا سہیل باوا
ناشر
ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

صفحات	فہرست مضامین	نمبر شمار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث و رئیس شعبۃ تخصص فی الفقہ (علامہ بنوری ٹاؤن)

حضورِ اقدس ﷺ نے ان تمام فتنوں سے امت کو باخبر کیا، جو مسلمانوں پر آفات بن کر ٹوٹے اور ان کے سدِ باب کے لئے راہ بھی دکھلائی، علمائے امت نے وارثین نبیؐ کا حق ادا کرتے ہوئے ہر دور میں اہل اسلام کی ایمانی اور اعمالی زندگی کی کشتی کو بھنور سے نکالا اور منزل مقصود تک راہنمائی کی، نیز باطل قوتوں اور فتنوں کے مذموم ارادوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا، آج تقریباً پندرہ سو برس بعد بھی اسلامی تعلیمات ہر قسم کی قدغن سے محفوظ ہیں اور وہ تمام ضروریاتِ دین کہ جن پر ایمان کا دارومدار ہے، اپنی اسی شکل میں موجود ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش کی تھیں، یہ درحقیقت حدیث کی اس پیشنگوئی کا ثمرہ ہے، جس میں ایک جماعت کے بارے میں حق پر قائم رہنے کا تذکرہ ہے۔

دورِ حاضر میں ظہور مہدیت کے نام سے بھی کئی فتنے ابھرے، جنہوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی، زیرِ نظر تالیف "علامت قیامت اور عقیدۂ ظہور مہدی، احادیث مبارکہ کی روشنی میں" عزیزم مولوی سہیل باوا کی ایسے ہی فتنوں کی سرکوبی کے لئے ایک عمدہ تالیف ہے، جس میں عقیدۂ ظہور مہدی کو صحیح احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے امت کے ذریعہ عمدہ پیرائے میں قلمبند کیا گیا ہے، جبکہ شروع کتاب میں علامات قیامت کا بھی اجمالاً احاطہ کیا تاکہ "عقیدۂ ظہور مہدی" کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے، بندہ دُعاگو ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

فقط

نظام الدین

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. امابعد

عرض مؤلف

حضور اقدس ﷺ کو اپنی امت کی ایسی فکر تھی کہ اس فکر کے اندر آپ ﷺ ہر وقت پریشان رہتے تھے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

"کان رسول اللہ ﷺ دائم الفکرۃ متواصل الاحزان"

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ ہمیشہ فکر مند، سوچ میں ڈوبے ہوئے ہوتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر وقت آپ ﷺ پر کوئی غم چھایا ہوا ہے۔ کیا وہ غم پیسے جمع کرنے کا تھا؟ یا وہ غم اپنی شان و شوکت بڑھانے کا تھا؟ بلکہ وہ غم اس بات کا تھا کہ جس قوم کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے، میں اس کو کس طرح جہنم کی آگ سے بچاؤں اور کس طرح ان کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راستے پر لے آؤں اور اس شدید غم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار آیات نازل فرمائیں، جن میں آپ ﷺ کو غمگین ہونے سے روکا گیا ہے۔ فرمایا:

" لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ"

(سورۃ الشعرآء، آیت ۳)

یعنی آپ اپنی جان کو کیوں ہلاک کر رہے ہیں، اس وجہ سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں۔

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اس شخص

جیسی ہے جس نے ایک آگ سلگائی اور آگ کو دیکھ کر پروانے آگ پر گرنے لگے، وہ شخص ان پروانوں کو آگ سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ آگ میں گر کر جل نہ جائیں۔ اسی طرح میں بھی تمہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں، تمہاری کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں روک رہا ہوں، مگر تم جہنم کی آگ کے اندر گرے جا رہے ہو۔

آپ ﷺ کو اپنی امت کے ان لوگوں کی اتنی فکر تھی اور صرف امت کے ان افراد کی فکر نہیں تھی جو آپ ﷺ کے زمانے میں موجود تھے، بلکہ آئندہ آنے والے زمانے کے لوگوں کی بھی آپ ﷺ کو فکر تھی۔

آئندہ کیا کیا فتنے آنے والے ہیں ....؟

چنانچہ آپ ﷺ نے آئندہ آنے والے لوگوں کو بتایا کہ تمہارے زمانے میں کیا کیا حالات پیش آنے والے ہیں؟ تقریباً تمام احادیث کی کتابوں میں ایک مستقل باب "ابواب الفتن" کے نام سے موجود ہے، جس میں اِن احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں حضور اقدس ﷺ نے آنے والے فتنوں کے بارے میں لوگوں کو بتایا اور اِن کو خبردار کیا کہ دیکھو! آئندہ زمانے میں یہ یہ فتنے آنے والے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ستكون فتن كقطع الليل المظلم" (مشکوٰۃ، ص ۴۶۲)

"عنقریب اندھیری رات کی تاریکیوں کی طرح تاریک فتنے ہوں گے۔"

یعنی جس طرح تاریک رات میں انسان کو کچھ نظر نہیں آتا کہ کہاں جائے؟ راستہ کہاں ہے؟ اسی طرح ان فتنوں کے زمانے میں بھی یہ سمجھ میں نہیں آئے گا کہ انسان کیا کرے اور کیا نہ کرے؟ اور وہ فتنے پورے معاشرے اور ماحول کو گھیر لیں گے اور بظاہر ان سے کوئی جائے پناہ نظر نہیں آئے گی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو اور یہ دُعا کیا کرو:

”اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ“

ترجمہ: اے اللہ! ہم آنے والے فتنوں سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں، ظاہری فتنوں سے بھی اور باطنی فتنوں سے بھی پناہ چاہتے ہیں۔

غرض دونوں قسم کے فتنوں سے پناہ مانگنی چاہیئے اور یہ دُعا حضور اقدس ﷺ کے معمولات کی دُعاؤں میں شامل تھی۔

اس دورِ فتن میں ایمان کی حفاظت جس قدر ضروری اور کٹھن ہوتی جارہی ہے اس سے قبل کبھی نہیں تھی۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی تک نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کو علماء امت نے ہر دور میں چیلنج کیا ہے ان کے دعویٰ کو غلط ثابت کیا۔

نبوت کے بعد اولیاء اللہ کا روپ دھار کر عوام کو بے وقوف بنانے والوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ شروع کیا۔ یہود و ہنود کے ایجنٹ امت مسلمہ کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے مہدیت کے ان جھوٹے دعویداروں کی پشت پناہی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔

فقیر کی خواہش تھی کہ ان حالات میں ایک ایسی کتاب شائع کی جائے جس میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے متعلق قرآن کریم واحادیث مبارکہ کی روشنی میں مفصل صورتحال اور دشمنان دین کے ہر دعویٰ کا توڑ موجود ہو۔ مثلاً حضرت مہدی علیہ الرضوان کا کیا نام ہوگا؟ ان کا حلیہ کیا ہوگا؟ ان کی جائے ولادت کہاں ہوگی اور جائے ہجرت اور جائے وفات کہاں ہوگی؟ کیا عمر ہوگی؟ اپنی زندگی میں کیا کیا کریں گے؟ اول بیعت ان کے ہاتھ پر کہاں ہوگی اور کتنی مدت تک ان کی سلطنت اور فرماں روائی رہے گی وغیرہ وغیرہ۔

انشاء اللہ تعالیٰ علاماتِ قیامت اور عقیدۂ ظہورِ مہدی کے مطالعہ کے بعد ہر غیور مسلمان باطل فرقوں کو بآسانی چیلنج کر سکے گا اور اسی طرح ہر مسلمان کے لئے اپنے ایمان کی حفاظت کرنا آسان ہو جائے گا۔

والسلام

از احقر الی اللہ

سہیل باوا

(لندن)

حدیث جبرائیل:-

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم (صحابہؓ) رسول خدا ﷺ کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے درمیان آیا جس کا لباس نہایت صاف ستھرے اور سفید کپڑوں پر مشتمل تھا اور جس کے بال نہایت سیاہ (اور چمکدار) تھے، اس شخص پر نہ تو سفر کی کوئی علامت تھی (کہ اس کو کہیں سے سفر کر کے آیا ہوا کوئی اجنبی شخص سمجھا جاتا) اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا (جس کا یہ مطلب تھا کہ وہ کوئی مقامی شخص یا کسی کا مہمان بھی نہیں تھا) بہر حال وہ شخص نبی کریم ﷺ کے اتنے قریب آکر بیٹھا کہ آپ ﷺ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لئے اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لئے (جیسے ایک سعادت مند شاگرد اپنے جلیل القدر استاذ کے سامنے باادب بیٹھتا ہے اور استاذ کی باتیں سننے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے) اس کے بعد اس نے عرض کیا اے محمد ﷺ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو (اگر صاحب نصاب ہو تو) زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور زادِ راہ میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس (تضاد) پر ہمیں تعجب ہوا کہ یہ شخص (ایک لاعلم آدمی کی طرح پہلے تو) آپ ﷺ سے دریافت کرتا ہے اور پھر آپ ﷺ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اس کو ان باتوں کا پہلے سے علم ہو) پھر وہ شخص

بولا اے محمد ﷺ! اب ایمان کی حقیقت بیان فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو دل سے مانو اور اس بات میں یقین رکھو کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب نوشتۂ تقدیر کے مطابق ہے۔ اس شخص نے (یہ سن کر) کہا آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا اچھا اب مجھے یہ بتائیے کہ احسان کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا قیامت کے بارے میں مجھے بتائیے (کہ کب آئے گی) آپ ﷺ نے فرمایا اس بارے میں جواب دینے والا، سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا (یعنی قیامت کے متعلق کہ کب آئے گی، میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے)۔ (بخاری ص ۱۲، ج ۱)

قیامت کی نشانیاں

یہ حدیث جبرائیل کہلاتی ہے، اس حدیث میں جبرائیل علیہ السلام نے پانچواں سوال یہ کیا کہ پھر ایسی نشانیاں ہی بتادیجئے جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اب قیامت قریب ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس سوال کے جواب میں قیامت کی دو نشانیاں بیان کیں:

(۱) اول یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے...... اس کی تشریح اہل علم نے کئی طرح سے کی ہے، سب سے بہتر توجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں اولاد کی نافرمانی کی طرف اشارہ ہے، مطلب یہ کہ قرب قیامت میں اولاد اپنے والدین سے اس قدر برگشتہ ہو جائے گی کہ لڑکیاں جن کی فطرت ہی والدین کی اطاعت، خصوصاً والدہ سے محبت اور پیار ہے، وہ بھی والدین کی بات اس طرح ٹھکرانے لگیں گی جس طرح ایک آقا اپنے زرخرید غلام ولونڈی کی بات کو لائق توجہ نہیں سمجھتا گویا گھر میں ماں باپ کی حیثیت غلام ولونڈی کی ہو کر رہ جائے گی۔

(۲) دوسری نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ لوگ جن کی کل تک معاشرے میں کوئی حیثیت نہ تھی، جو ننگے پاؤں اور برہنہ جسم، جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے، وہ بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کیا کریں گے۔ یعنی رذیل لوگ معزز ہو جائیں گے ان دو نشانیوں کے علاوہ قرب قیامت کی اور بہت سی علامتیں حدیثوں میں بیان کی گئی ہیں۔ مگر یہ سب قیامت کی "چھوٹی نشانیاں" ہیں اور قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں جن کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ دیر نہیں ہوگی یہ ہیں:

(۱) حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا اور بیت اللہ شریف کے سامنے رکن اور مقام کے درمیان لوگوں کا ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنا۔

(۲) ان کے زمانے میں کانے دجال کا نکلنا اور چالیس دن تک زمین میں فساد مچانا۔

(۳) دجال کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔

(۴) یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۵) دابۃ الارض کا صفا پہاڑ سے نکلنا۔

(٦) سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور یہ قیامت کی سب سے بڑی نشانی ہوگی۔ جس سے ہر شخص کو نظر آئے گا کہ اب زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوا چاہتا ہے اور اب اس نظام کے توڑ دینے اور قیامت کے برپا ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ اس نشانی کو دیکھ کر لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہوجائے گا، یہ اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا، جس طرح انسانی نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی طرح جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

(ترمذی ص ۴۷، ج ۲)

اس قسم کی کچھ بڑی بڑی نشانیاں اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ قیامت ایک بہت خوفناک چیز ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے لئے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن کی رسوائیوں اور ہولناکیوں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔

علامات قیامت کی تین قسمیں

قرآن حکیم میں جو علامات قیامت سے متعلق بیان فرمائی گئیں ہیں وہ زیادہ تر ایسی ہیں جو بالکل قُرب قیامت میں ظاہر ہوں گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں قریب اور دور کی چھوٹی بڑی ہر قسم کی علامات بیان فرمائیں ہیں، علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجیؒ (متوفی ۱۰۴۰ھ) نے اپنی کتاب

"الاشاعة لاشراط الساعة" میں علاماتِ قیامت کی تین قسمیں کی ہیں:

(۱) علامات بعیدہ۔

(۲) علاماتِ متوسطہ جن کو علاماتِ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

(۳) علاماتِ قریبہ جن کو علامات کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

قسم اوّل (علامات بعیدہ)

علامات بعیدہ وہ ہیں جن کا ظہور کافی پہلے ہو چکا ہے، ان کو "بعیدہ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتہً زیادہ فاصلہ ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ کی بعثت، شق القمر کا واقعہ، رسول اللہ ﷺ کی وفات، جنگ صفین، یہ سب واقعات از روئے قرآن وحدیث علاماتِ قیامت میں سے ہیں اور ظاہر ہو چکے ہیں۔

فتنہ تاتار

انہی علامات بعیدہ میں سے فتنہ تاتار ہے، جس کی پیشگی خبر احادیث صحیحہ میں دی گئی تھی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ روایات ذکر کی ہیں، بخاری میں حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قال ابوهريرة قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتى تقاتلوا الترك صغار الاعين حمر

الوجوه ذلف الانوف كان وجوههم المجانّ المطرقة ولا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم الشعر.

وفی حدیث عمر و بن تغلب مرفوعاً وانّ من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما عراض الوجوه.

(مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ تم ترکوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں چھوٹی اور چپٹی ہوں گی، اُن کے چہرے (گولائی اور موٹائی میں) ایسی ڈھال کی مانند ہوں گے جس پر تہ بہ تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''علامت قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے عریض (چوڑے) ہوں گے۔

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ان کی یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے کہ ''یَلْبَسُوْنَ الشَّعَرَ'' (مسلم ص ۳۹۵، ج ۲) یعنی وہ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے۔

ان احادیث میں جس قوم سے مسلمانوں کی جنگ کی خبر دی گئی ہے یہ تاتاری ہیں، جو ترکستان سے قہرِ الٰہی بن کر عالمِ اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے، اس قوم کی جو جو تفصیلات رسول اللہ ﷺ نے بتلائی تھیں وہ سب کی سب فتنۂ تاتار میں رونما ہوئیں، یہ فتنہ ۶۵۶ھ میں اپنے عروج پر پہنچا، جب کہ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کا عبرتناک حادثہ پیش آیا، انہوں نے بنوعباس کے آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور عالمِ اسلام کے بیشتر ممالک ان کی زد میں آ کر زیر و زبر ہو گئے۔

شارحِ مسلم علامہ نوویؒ نے وہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیونکہ ان کی ولادت ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی، وہ انہی احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

یہ سب پیشن گوئیاں رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہیں، کیونکہ ان ترکوں سے جنگ ہو کر رہی، وہ سب صفات ان میں موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھیں، آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ، ناکیں چھوٹی اور چپٹی، چہرے عریض، ان کے چہرے ایسی ڈھال کی طرح ہیں جن پر تہ بہ تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، بالوں کے جوتے پہنتے ہیں، غرض یہ ان تمام صفات کے ساتھ ہمارے زمانہ میں موجود ہیں، مسلمانوں نے ان سے بارہا جنگ کی ہے اور اب بھی ان سے جنگ جاری ہے، ہم خدائے کریم سے دُعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق میں بہر حال انجام بہتر کرے ان کے معاملہ میں بھی اور دوسروں کے معاملہ میں بھی اور مسلمانوں پر اپنا لطف وحمایت ہمیشہ برقرار رکھے اور رحمت نازل فرمائے اپنے رسول ﷺ پر جو اپنی خواہش نفس سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو ان

کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

نار الحجاز

علامات بعیدہ میں سے ایک علامت حجاز کی وہ عظیم آگ ہے جس کی پیشگی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی، بخاری اور مسلم نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے:

"ان رسول اللہ ﷺ قال لا تقوم الساعة حتی تخرج نارٌ من ارض الحجاز تضیئی اعناق الابل ببصری." (بخاری ص ۱۰۵۴، ج ۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کردے گی۔

اور فتح الباری میں مزید تفصیل کے ساتھ یہ روایت ہے،

"عن عمر بن الخطاب یرفعهٗ لا تقوم الساعة حتی بسیل و ادمن اودیة الحجاز بالنار تضئی له اعناق الابل ببصریٰ."

(فتح الباری ص ۶۸، ج ۱۳، بحواله الکامل لا بن عدی)

ترجمہ: "حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ "قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی

آگ سے بہہ پڑے جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی"۔

بصریٰ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان شام کا مشہور شہر ہے جو دمشق سے تین مرحلہ (تقریباً ۴۸ میل) پر واقع ہے۔

یہ عظیم آگ بھی فتنۂ تاتار سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ طیبہ کے نواح میں اُنہی صفات کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ آگ جمعہ ۶ / جمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کو نکلی اور بحر زخار کی طرح میلوں میں پھیل گئی جو پہاڑ اس کی زد میں آ گئے اُنہیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا، اتوار ۲۷ رجب (۲۵ دن) تک مسلسل بھڑکتی رہی اور پوری طرح ٹھنڈی ہونے میں تقریباً تین ماہ لگے۔ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ، ینبوع، تیماء حتیٰ کہ حدیث کی پیشن گوئی کے مطابق بصریٰ جیسے دور دراز مقام پر بھی دیکھی گئی، اس کی خبر تواتر کے ساتھ پورے عالم اسلام میں پھیل گئی تھی چنانچہ اُس زمانہ کے محدثین و مؤرخین نے اپنی تصانیف میں اور شعراء نے اپنے کلام میں اس کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے چنانچہ صحیح مسلم کے مشہور شارحِ علامہ نوویؒ جو اُسی زمانہ کے بزرگ ہیں وہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

حدیث میں جس آگ کی خبر دی گئی ہے یہ علامات قیامت میں سے ایک مستقل علامت ہے اور ہمارے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ ۶۵۴ھ میں نکلی ہے جو بہت عظیم آگ تھی، مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت میں حرہ کے پیچھے نکلی ہے، تمام اہل شام اور سب شہروں میں اس کا علم بدرجہ تواتر پہنچ چکا ہے اور خود مجھے مدینہ کے

اُن لوگوں نے خبر دی ہے جو اُس وقت وہاں موجود تھے۔

مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبیؒ بھی اُسی زمانہ کے بلند پایہ عالم ہیں اُنہوں نے اپنی کتاب "التذکرة بامور الآخرة" میں اس آگ کی مزید تفصیلات بیان کی ہیں، وہ بخاری و مسلم کی اُسی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"حجاز میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ نکلی ہے، اس کی ابتداء زبردست زلزلہ سے ہوئی جو بدھ ۳ جمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کی رات میں عشاء کے بعد آیا اور جمعہ کے دن چاشت کے وقت تک جاری رہ کر ختم ہوگیا، اور آگ قریظہ کے مقام پر حرہ کے پاس نمودار ہوئی، جو ایسے عظیم شہر کی صورت میں نظر آرہی تھی جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہو اور اُس پر کنگرے، برج اور مینارے بنے ہوئے ہوں، کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے جو اُسے ہانک رہے تھے، جس پہاڑ پر گذرتی تھی اُسے ڈھادیتی اور پگھلا دیتی تھی، اس مجموعہ میں سے ایک حصہ سرخ اور نیلا نہر کی سی شکل میں نکلتا تھا جس میں بادل کی سی گرج تھی، وہ سامنے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور عراقی مسافرین کے اڈہ تک پہنچ جاتا تھا، اس کی وجہ سے راکھ ایک بڑے پہاڑ کی مانند جمع ہوگئی، پھر آگ مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی، مگر اس کے باوجود مدینہ میں ٹھنڈی ہوا آتی رہی، اس آگ میں سمندر کے سے جوش وخروش کا مشاہدہ کیا گیا، میرے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ میں نے اُس آگ کو پانچ یوم کی مسافت سے فضاء میں بلند ہوتا ہوا دیکھا اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ اور بصری کے پہاڑوں سے بھی دیکھی گئی ہے"۔ علامہ قرطبیؒ آگے فرماتے ہیں کہ "یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے"۔

اُسی زمانہ کے ایک اور جلیل القدر محدث ابو شامۃ المقدسی الدمشقی ہیں انہوں نے اپنی کتاب "ذیل الروضتین" میں وہ خطوط نقل کئے ہیں جو اس واقعہ کے فوراً بعد ان کو مدینہ طیبہ کے قاضی اور دیگر حضرات کی طرف سے ملے، یہ خود اُس وقت دمشق میں تھے، فرماتے ہیں:

"اوائل شعبان ۶۵۴ھ میں کئی خطوط مدینہ شریف سے آئے اُن میں ایک عظیم واقعہ کی تفصیلات ہیں جو وہاں رونما ہوا ہے، اس واقعہ سے اُس حدیث کی تصدیق ہوگئی جو بخاری و مسلم میں ہے (آگے وہی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں) اُس آگ کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے جن لوگوں پر مجھے اعتماد ہے اُن میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ اُس آگ کی روشنی سے تیماء کے مقام پر خطوط لکھے گئے ہیں (بعض خطوط نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اور بعض خطوط میں ہے کہ جمادی الثانیہ کے پہلے جمعہ کو مدینہ کی مشرقی سمت میں ایک عظیم آگ رونما ہوئی اس کے اور مدینہ کے درمیان نصف یوم کی مسافت تھی، یہ آگ زمین سے نکلی اور اس میں سے آگ کی ایک وادی (نہر) سی بہہ پڑی، یہاں تک کہ جبل اُحد کی محاذات میں آگئی۔ ایک اور خط میں ہے کہ ایک عظیم آگ کے باعث حرہ کے مقام پر سے زمین پھٹ پڑی۔ آگ کی مقدار (طول و عرض میں) مسجد نبوی کے برابر ہوگی اور دیکھنے میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدینہ ہی میں ہے، اُس میں سے ایک وادی سی بہہ پڑی جس کی مقدار چار فرسخ اور عرض چار میل تھا، وہ سطح زمین پر بہتی تھی، اُس میں سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ سے نمودار ہوتے تھے۔ ایک اور خط میں ہے کہ اُس کی روشنی اتنی پھیلی کہ لوگوں نے اُس کا مشاہدہ مکہ سے کیا

(آگے فرماتے ہیں) یہ آگ مہینوں باقی رہی پھر ٹھنڈی ہوگئی، جو بات مجھ پر واضح ہوئی وہ یہ کہ اس حدیث میں جس آگ کا ذکر ہے یہ وہی ہے جو مدینہ کے نواح میں ظاہر ہوئی ہے''۔

علامہ سمہوری نے ''وفاء الوفاء'' میں اُس زمانہ کے لوگوں کے بیانات نقل کئے ہیں کہ اُس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے نواح میں آفتاب اور چاند کی روشنی دھویں کی کثرت کے باعث اتنی دھندلی ہوگئی تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگا ہوا ہے اور ابوشامہؒ کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے کہ:

''اور ہمارے یہاں دمشق میں اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ دیواروں پر سورج کی روشنی دھندلی ہوگئی تھی اور ہم حیران تھے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ یہاں تک کہ ہمیں اس آگ کی خبر پہنچ گئی''۔

اُسی زمانہ کے ایک اور بزرگ علامہ قطب الدین القسطلانیؒ ہیں جو عین اُس وقت جب کہ آگ لگی ہوئی تھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے، اُنہوں نے اس آگ کی تحقیق میں بڑی کاوش سے کام لیا حتی کہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا، جس میں عینی گواہوں کے بیانات قلم بند کیے ہیں، اُنہوں نے یہ عجیب واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ:

''مجھے ایک ایسے شخص نے بتایا ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ اُس نے حرہ کے پتھروں میں سے ایک بہت بڑا پتھر اپنی آنکھوں سے دیکھا، جس کا بعض حصہ حرم مدینہ کی حد سے باہر تھا اور آگ اُس کے صرف اُس حصہ میں لگی جو حد حرم سے خارج تھا اور جب پتھر کے اُس حصہ پر پہنچی جو حد حرم میں داخل تھا تو بجھ گئی اور

ٹھنڈی ہوگئی''۔

یہ آنحضرت علیہ کا ایک اور معجزہ ہے کہ اتنی بڑی آگ حرم مدینہ میں داخل نہ ہوسکی حتی کہ ایک ہی پتھر کا جو حصہ حرم سے باہر تھا اُسے آگ نے جلا دیا اور جو حصہ اندر تھا وہاں پہنچ کر آگ خود ٹھنڈی ہوگئی۔

علامہ سمہوریؒ جو مدینہ طیبہ کے مشہور مؤرخ ہیں اُنہوں نے مدینہ طیبہ کے مقامات مقدسہ اور چپہ چپہ کی تاریخ اور تفصیلات جس کاوش سے اپنی کتاب ''وفاء الوفا'' میں بیان کی ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی اُنہوں نے آگ کی تفصیلات تقریباً ۱۳ صفحات میں قلم بند کی ہیں اور جن حضرات کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا، ان کے بیانات تفصیل سے نقل کیے ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ تیماء، ینبوع، جبالِ ساریہ اور بصریٰ جیسے دور دراز مقامات میں دیکھی گئی۔

اُسی زمانہ کے ایک بزرگ قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی ہیں جو دمشق میں حاکم رہے ہیں ان کی ولادت ۶۴۲ھ میں ہوئی، قاضی القضاۃ ہونے سے پہلے یہ بصریٰ میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے اور آگ کے واقعہ کے وقت بھی بصریٰ میں تھے، اُنہوں نے مشہور مفسر و مؤرخ حافظ ابن کثیر کو خود بتایا کہ:

''جن دنوں یہ آگ نکلی ہوئی تھی میں نے بصریٰ میں ایک دیہاتی کو خود سنا جو میرے والد کو بتا رہا تھا کہ ہم لوگوں نے اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں''۔

یہ بعینہٖ وہ بات ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے صحیح حدیث میں دی تھی

کہ اُس آگ سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ اس آگ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے تین باتیں ارشاد فرمائی تھیں، ایک یہ کہ وہ آگ حجاز میں نکلے گی، دوسری یہ کہ اُس سے ایک وادی بہہ پڑے گی اور تیسری یہ کہ اُس سے بصریٰ کے مقام پر اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی، یہ سب باتیں من وعن کھل کر ظاہر ہو گئیں۔

غرض رسول اللہ ﷺ کے یہ ایسے معجزات ہیں جو آپ کے وصال کے صدیوں بعد ظاہر ہوئے اور آئندہ کے بھی جن واقعات کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے بلاشبہ وہ بھی ایک ایک کر کے سامنے آتے جائیں گے اور آئندہ نسلوں کے لئے آپ ﷺ کی صداقت وحقانیت کی تازہ ترین دلیل بنیں گے۔

یوں تو علامات بعیدہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کہ وہ قیامت سے پہلے رونما ہوں گے اور وہ رونما ہو کر رہے، علامہ برزنجیؒ نے اپنی مشہور کتاب "الاشاعۃ" میں اور بھی بہت سے واقعات لکھے ہیں ہم نے صرف چند مثالیں پیش کی ہیں مگر کلام پھر بھی طویل ہو گیا، تاہم یہ تطویل بھی انشاء اللہ نفع سے خالی نہ ہو گی۔

قسم دوم (علامات متوسطہ)

قیامت کی علامات متوسطہ وہ ہیں جو ظاہر تو ہو گئی ہیں مگر ابھی انتہاء کو نہیں پہنچیں، ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ تیسری قسم کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی، علامات متوسطہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔

مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اُس شخص کی طرح ہوگی جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو، دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ نصیبہ ور وہ شخص ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اور اُس کا باپ بھی کمینہ ہو، لیڈر بہت اور امانت دار کم ہوں گے، قبیلوں اور قوموں کے لیڈر منافق، رذیل ترین اور فاسق ہوں گے، بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے، پولیس کی کثرت ہوگی (جو ظالموں کی پشت پناہی کرے گی) بڑے بڑے عہدے نااہلوں کو ملیں گے، لڑکے حکومت کرنے لگیں گے، تجارت بہت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ تجارت میں عورت اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائیگی مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا، ناپ تول میں کمی کی جائے گی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، مگر تعلیم محض دنیا کے لئے حاصل کی جائے گی، قرآن کو گانے باجے کا آلہ بنالیا جائے گا۔ ریاء شہرت اور مالی منفعت کے لئے گا گا کر قرآن پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی اور فقہاء کی قلت ہوگی، علماء کو قتل کیا جائے گا اور اُن پر ایسا سخت وقت آئے گا کہ وہ سرخ سونے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے، اس اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ (ترمذی ص ۴۵، ج ۲)

امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، اچھائی کو برا اور برائی کو اچھا سمجھا جائے گا، اجنبی لوگوں سے حسن سلوک کیا جائیگا اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کئے جائیں گے، بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی، مسجدوں میں شور شغب اور دنیا کی باتیں ہوں گی، سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا (حالانکہ دوسری احادیث

میں ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کرنا چاہیے، خواہ اُس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) طلاقوں کی کثرت ہوگی، نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کو دور دورہ ہوگا، لوگ فخر اور ریاء کے طور پر اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ (ترمذی ص ۴۵، ج ۲)

شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انہیں حلال سمجھا جائے گا، سود، جوا، گانے باجے کے آلات، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی، بے حیائی اور ناجائز اولاد کی کثرت ہوگی، دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی، ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہوگی، لوگ موٹی موٹی گدیوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی مگر (لباس باریک اور چست ہونے کے باعث) وہ ننگی ہوں گی، اُن کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، لچک لچک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، یہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اُس کی خوشبو پائیں گی، مؤمن آدمی لوگوں کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا، مؤمن ان برائیوں کو دیکھے گا، مگر انہیں روک نہ سکے گا، جس کے باعث اُس کا دل اندر ہی اندر گھلتا رہے گا، فتنے بہت ہونگے۔ (بخاری ص ۱۰۵۵، ج ۲)

علامات متوسطہ میں اور بھی بہت سی علامات ہیں ان سب کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ایسے دور میں دی تھی جب کہ ان کا تصور بھی مشکل تھا، مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے اُن سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں، کوئی علامت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور کوئی ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے، جب یہ سب علامات اپنی انتہا کو

پہنچیں گی تو قیامت کی بڑی بڑی اور قریبی علامات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اللہ عزوجل ہمیں ہر فتنہ کے شر سے محفوظ رکھے اور سلامتی ایمان کے ساتھ قبر تک پہنچادے۔

قسم سوم (علامات قریبہ)

یہ علامات بالکل قرب قیامت میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی، یہ بڑے بڑے عالمگیر واقعات ہوں گے لہٰذا ان کو ''علامات کبریٰ'' بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ظہور مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام، خروج یاجوج ماجوج آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض اور یمن سے نکلنے والی آگ وغیرہ جب اس قسم کی تمام علامات ظاہر ہو چکیں گی تو کسی وقت بھی اچانک قیامت آجائے گی۔

ظہورِ مہدی

''مہدی'' لغت میں ہدایت یافتہ شخص کو کہتے ہیں۔ معنی لغوی کے لحاظ سے ہر ہدایت یافتہ شخص کو مہدی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن احادیث میں جس مہدی کا ذکر آیا ہے اس سے ایک خاص شخص مراد ہیں جو آخیر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ظاہر ہوں گے۔

ظہور مہدی کے بارہ میں احادیث اور روایات اس درجہ کثرت کے ساتھ آئیں ہیں کہ درجہ تواتر کو پہنچی ہیں اور اس درجہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ

آ ئیں ہیں کہ ان میں ذرہ برابر اشتباہ کی گنجائش نہیں ۔ مثلاً حضرت مہدی کا کیا نام ہوگا؟ ان کا حلیہ کیا ہوگا؟ ان کی جائے ولادت کہاں ہوگی اور جائے ہجرت اور جائے وفات کہاں ہوگی؟ کیا عمر ہوگی؟ اپنی زندگی میں کیا کیا کریں گے؟ اول بیعت ان کے ہاتھ پر کہاں ہوگی اور کتنی مدت تک ان کی سلطنت اور فرماں روائی رہے گی؟ وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ تفصیل کے ساتھ ان کی علامتیں احادیث میں مذکور ہیں۔

تقریباً حدیث کی ہر کتاب میں حضرت مہدی کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں وہ ایک مستقل باب میں درج ہیں۔ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت مہدی کے بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں ان تمام احادیث کو جمع کیا ہے، جو حضرت مہدی کے بارے میں آئی ہیں "العف الوردی فی اخبار المھدی" ہے (جو چھپ چکا ہے) علامہ سفارینی نے **شرح عقیدۂ سفارینیه** میں ان تمام احادیث کی تلخیص کی ہے اور ان کو خاص ترتیب سے بیان کیا ہے۔

(حضرات اہل علم شرح عقیدۂ سفارینیه ، ص ۶۷ ، ج ۲ کی مراجعت کریں)

(۱) حدیث میں ہے کہ مہدی موعود اولاد فاطمہؓ سے ہوں گے **قال رسول الله ﷺ المھدی من عترتی من اولاد فاطمة.**

(رواہ ابو داؤد ص ۵۸۸، ج ۲)

اور حضرت مہدی کے آل رسول اور اولاد فاطمہؓ سے ہونے کے بارے میں روایات اس درجہ کثیر ہیں کہ درجہ تواتر تک پہنچ جاتی ہیں۔

(شرح عقیدۂ سفارینیه، ص ۶۹ ، ج ۲)

(۲) حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک نہ ہو جائے۔ اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کی طرح ہوگا۔

(رواہ ابو داؤد و الترمذی ص ۴۷، ج ۲)

حضرت مہدی کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی اولاد سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے، ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ہی ان پر وحی نازل ہوگی اور نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔

حدیث میں ہے ان کی پیشانی کشادہ اور ان کی ناک اوپر سے کچھ اُٹھی ہوئی اور بیچ میں سے کسی قدر چپٹی ہوگی۔

(رواہ ابو داؤد ص ۲۴۰، ج ۲)

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی نشانیاں

حضرت ام سلمہؓ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ”ایک خلیفہ کی موت پر (اس کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ مہدی ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنادیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے۔ چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے“۔

”پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا، لیکن یہ لشکر ”بیداء“ نامی جگہ میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہو جائے گا کہ یہ مہدی ہیں) چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی نتھیال قبیلہ بنوکلب میں ہوگی، آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنوکلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے وہ ان پر غالب آئے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے جو بنوکلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدی علیہ الرضوان خود مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی ﷺ کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا۔ (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا)۔ خلاف کے بعد حضرت مہدی علیہ الرضوان سات

سال رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے“۔

(یہ حدیث مشکوٰۃ شریف، ص ۴۷۱ میں ابو داؤد کے حوالے سے درج ہے اور امام سیوطیؒ نے العرف الوردی فی آثار المهدی، ص ۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، ابو یعلی اور طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔

حدیث میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان خلیفہ ہونے کے بعد تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوگی۔

حدیث میں ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ الرضوان مدینہ سے مکہ آئیں گے تو لوگ ان کو پہچان کر ان سے بیعت کریں گے اور اپنا بادشاہ بنالیں گے اور اس وقت غیب سے یہ آواز آئے گی:

هذا خليفة اللّٰه المهدی فاسمعوا له واطيعوا

ترجمہ: یہ خداتعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

حضرت مہدی کا ظہور کب ہوگا اور وہ کتنے دن رہیں گے؟

قرآن وحدیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا کوئی متعین وقت نہیں بتایا گیا۔ یعنی یہ کہ ان کا ظہور کس صدی اور کس سال میں ہوگا۔ البتہ احادیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا ظہور قیامت کی ان بڑی علامتوں کی ابتدائی کڑی ہے جو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی اور ان کے ظہور کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ وقفہ نہیں ہوگا۔

حضرت مہدی کہاں پیدا ہوں گے؟ اس سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت منقول ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان کی پیدائش وتربیت ہوگی، مکہ مکرمہ میں ان کی بیعت خلافت ہوگی اور بیت المقدس ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ روایات و آثار کے مطابق جب ان سے بیعت خلافت ہوگی اُس وقت ان کی عمر چالیس برس کی ہوگی۔ ان کی خلافت کے ساتویں سال کانا دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفاقت میں گزریں گے اور ۴۹ برس کی عمر میں ان کا وصال ہوگا۔

ظہور کے بعد حضرت مہدی کے کارنامے

اہل سنت والجماعت کا نظریہ

اہل حق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدی ضرور آئیں گے، اُن کی اس وقت پیدائش، آمد اور ظہور کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہیں ہے، حضرت مہدی کی پیدائش اور آمد سے قبل دنیا میں جو ظلم وجور ہوگا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اقتدار میں آنے کے بعد زیر اثر علاقہ میں، وہ عدل وانصاف قائم کریں گے اور ناانصافی کو نیست ونابود کردیں گے اور اُسی دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے، جہاد اور دجال کے قتل کرنے میں حضرت مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پورا پورا تعاون کریں گے۔

اس کے علاوہ اور بے شمار روایات سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا کافروں کے خلاف جہاد کرنا اور روئے زمین کا بادشاہ ہونا ثابت ہے۔

حدیث میں ہے:

ان کی کفار سے خونریز جنگیں ہوں گی۔ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھر جائیں گے۔ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کی اقتدا میں پڑھیں گے، نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے۔ وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضری عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے باب لُد پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا اور یہودیت ونصرانیت کا ایک ایک نشان مٹادیا جائے گا۔

ناظرین غور کریں:۔

کہ مرزا صاحب میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کی صفات میں سے کوئی ایک معمولی درجہ کی صفت بھی تو ہونی چاہئے جب ہی تو دعوائے مہدیت چسپاں ہوسکے گا، ورنہ صفات تو ہوں کافروں اور گمراہوں کی اور دعویٰ ہو مہدی ہونے کا۔

مرزا کا مہدی ہونا محال ہے:۔

اس لئے کہ حضرت مہدی کی جو علامتیں احادیث میں مذکور ہیں وہ مرزا میں قطعاً مفقود ہیں۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت حسن بن علی کی اولاد سے

ہوں گے جب کہ مرزا مغل اور پٹھان تھا، سید نہ تھا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد، اور والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا، اس کے برخلاف مرزا کا نام غلام احمد اور باپ کا نام غلام مرتضٰی اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور پھر مکہ آئیں گے، جبکہ مرزا صاحب نے کبھی مکہ اور مدینہ کی شکل بھی نہیں دیکھی بلکہ ان کو یقین تھا کہ مکہ اور مدینہ میں اسلامی حکومت ہے، وہاں مسیلمہ پنجاب کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو یمامہ کے مسیلمہ کذاب کے ساتھ ہوا تھا، جیسا کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے مرزا صاحب حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ بھی نہ کرسکے، بلکہ اللہ تعالٰی نے اس شرف سے محروم ہی رکھا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان روئے زمین کے بادشاہ ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جبکہ مرزا صاحب تو اپنے پورے گاؤں (قادیان) کے بھی چودھری نہ تھے۔ جب بھی زمین کا کوئی جھگڑا پیش آتا تو گرداس پور کی کچہری میں جا کر استغاثہ کرتے، خود فیصلہ نہیں کرسکتے تھے ورنہ گرفتار ہوجاتے۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان ملک شام میں جا کر دجال کے لشکر سے جہاد وقتال کریں گے، اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودیوں کا لشکر ہوگا، حضرت مہدی علیہ الرضوان اس وقت مسلمانوں کی فوج تیار کریں گے اور دمشق کو فوجی مرکز بنائیں گے۔ مرزا صاحب نے دجال کے کس لشکر سے جہاد وقتال کیا؟ بلکہ ان کو تو دمشق اور بیت المقدس کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔

اس کے علاوہ احادیث نبویہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اور بھی بہت سے امور مذکور ہیں، جن میں سے کوئی ایک بھی مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتا۔

کتب حدیث میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ذکر سے خالی ہیں۔ لیکن دیگر کتب معتبرہ میں ظہور مہدی کی روایتیں اس قدر کثیر ہیں کہ محدثین نے ان کا تواتر تسلیم کیا ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ بخاری اور مسلم نے احادیث صحیحہ کا استیعاب نہیں کیا، لہذا بخاری اور مسلم میں کسی حدیث کا نہ ہوتا اس کے غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ مسند احمد اور سنن ابی داؤد اور ترمذی وغیرہ میں اور سینکڑوں ایسی روایتیں ہیں جو بخاری اور مسلم میں نہیں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو شخص ہیں

ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔ عہد صحابہؓ و تابعین سے لے کر اس وقت تک کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی شخص ہوگا۔

صرف مرزائے قادیان کہتا ہے کہ میں ہی عیسیٰ ہوں اور میں ہی مہدی ہوں اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ کرشن مہاراج بھی ہوں اور آریوں کا بادشاہ بھی ہوں اور حجر اسود بھی ہوں اور بیت اللہ بھی ہوں اور حاملہ بھی ہوں اور پھر

خود ہی مولود ہوں۔ ہمارا تو یقین ہے کہ وہ سب کچھ ہیں مگر مسلمان نہیں۔

احادیث نبویہ سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور حضرت مہدی امت محمدیہ کے آخری خلیفہ راشد ہیں، جن کا رتبہ امت میں جمہور علماء کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ خلفائے راشدین کے بعد ہے۔ امت محمدیہ میں سے صرف ابن سیرینؒ کو تردد ہے کہ حضرت مہدی کا رتبہ امت میں حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے برابر ہے یا ان سے بڑھ کر ہے۔

(شرح عقیدۂ سفارینیہ، ص ۸۱، ج ۲) میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہی ثابت ہے کہ انبیاء مرسلین علیہم السلام کے بعد مرتبہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نفخۂ جبرائیلی سے نبی اکرم ﷺ سے چھ سو سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور حضرت مہدی آل رسول ﷺ سے ہیں، قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی ایک شخص نہیں بلکہ دو الگ الگ شخص ہیں۔

احادیث متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور پہلے ہوگا اور حضرت مہدی روئے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، پھر اس کے بعد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضرت مہدی کے طرز عمل اور طرز حکومت کو برقرار رکھیں گے۔

(کذافی الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۶۲، ج ۲، من الحاوی)

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ حضرت مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ منورہ ان کا مولد یعنی جائے ولادت ہوگا اور جائے ہجرت بیت المقدس ہوگا۔

اور بیت المقدس ہی میں حضرت مہدی وفات پائیں گے اور وہیں مدفون ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کے ایک عرصہ بعد وفات پائیں گے اور مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے۔

(شرح عقیدۃ سفارینیه، ص ۸۱، ج ۲)

احادیث میں ہے کہ حضرت مہدی دمشق کی جامع مسجد میں صبح کی نماز کے لئے مصلے پر کھڑے ہوں گے، یکایک منارہ شرقی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، حضرت مہدی حضرت عیسیٰ کو دیکھ کر مصلے سے ہٹ جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے نبی اللہ! آپ امامت فرمائیں، حضرت عیسیٰ فرمائیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ یہ اقامت تمہارے لئے کہی گئی ہے۔ حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء فرمائیں گے تاکہ معلوم

ہو جائے کہ وہ رسول ہونے کی حیثیت سے نازل نہیں ہوئے بلکہ امت محمدیہ کے تابع اور مجدد ہونے کی حیثیت سے آئے ہیں۔

(العرف الوردی ص ۸۴، ج ۲، شرح العقیدة السفارینیه، ص ۸۳، ج ۲)

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمنزلہ امیر کے ہوں گے اور حضرت مہدی بمنزلہ وزیر کے ہوں گے اور دونوں کے مشورے سے تمام کام انجام طے پائیں گے۔

(شرح عقیدۂ سفارینیه، ص ۹۱، ج ۲، وص ۹۲)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

لا مھدی الا عیسٰی بن مریم ”نہیں ہے کوئی مہدی مگر عیسیٰ بن مریم“

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں ایک ہی شخص ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث صحیح نہیں محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف اور غیر مستند ہے۔

دوم یہ کہ یہ حدیث ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کا دو الگ الگ شخص ہونا آفتاب کی طرح واضح ہے۔

اور اگر اس حدیث کو تھوڑی دیر کے لئے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر

کوئی شخص ہدایت یافتہ نہ ہوگا، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی مرسل ہوں گے اور حضرت مہدی خلیفہ راشد ہوں گے نبی نہ ہوں گے اور ظاہر ہے کہ غیر نبی کی ہدایت، نبی اور رسول کی ہدایت سے افضل اور اکمل نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے کہ نبی کی ہدایت معصوم عن الخطا ہوتی ہے اور عصمت خاصہ انبیاء کا ہے جبکہ اولیاء محفوظ ہوتے ہیں۔ جیسے حدیث میں ہے:

"لافتی الاعلی" اس کا یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے "کوئی جوان شجاعت میں علی کرم اللہ وجہہ کے برابر نہیں۔"

یہ معنی نہیں کہ دنیا میں سوائے علی کے کوئی جوان نہیں۔ اسی طرح اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ کوئی مہدی اور کوئی ہدایت یافتہ عصمت و فضیلت اور علو منزلت میں عیسیٰ علیہ السلام کے برابر نہیں۔

(کذافی العرف الوردی، ص ۸۵، ج ۲)

قال المناوی فی اخبار المهدی لا یعارضها خبر لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم لان المراد به کما قال القرطبی لا مهدی کاملا معصوما الا عیسیٰ. (کذافی فیض القدیر ص ۲۷۹، ج ۶)

قال القرطبی و یحتمل ان یکون قوله علیه السلام ولا مهدی الا عیسیٰ ای لا مهدی کاملاً معصوماً الا عیسیٰ قال و علی هذا تجتمع الاحادیث ویرفع التعارض وقال ابن کثیر هذا الحدیث فیما یظهر لی ببادی الرای مخالف للاحایث الواردة فی اثبات مهدی غیر عیسیٰ بن مریم و عند التامل لا ینا فیها بل یکون المراد

من ذلک ان المهدی حق المهدی هو عیسیٰ ولا ینفی ذلک ان یکون غیره مهدیا ایضاً. انتھی. (العرف الوردی ص۷۶، ج۲)

امام ربانی شیخ مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک طویل مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں جس کا بلفظہ ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے:

"قیامت کے علامتیں جن کی نسبت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے، سب حق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ یعنی آفتاب کا عادت کے برخلاف مغرب کی طرف سے طلوع ہونا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول ہونا، خروج دجال اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نکلنا اور دھواں جو آسمان سے پیدا ہوگا وہ تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب دے گا اور لوگ بے قرار ہوکر کہیں گے، اے ہمارے پروردگار! اس عذاب سے ہم کو دور کر ہم ایمان لائے اور اخیر کی علامت وہ آگ ہے، جو عدن سے نکلے گی، بعض نادان گمان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اہل ہند میں سے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، وہی مہدی موعود ہوا ہے پس ان کے گمان میں مہدی گزر چکا ہے اور فوت ہوگیا ہے اور اس کی قبر کا پتہ دیتے ہیں کہ فراہ میں ہے، اس کے برخلاف احادیث صحیحہ جو حد شہرت بلکہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں ان لوگوں کی تکذیب کرتی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں حضرت مہدی کی بیان فرمائی ہیں، ان لوگوں کے معتقد شخص کے حق میں مفقود ہیں۔ احادیث نبوی ﷺ میں آیا ہے کہ مہدی موعود آئیں گے ان کے سر پر ابر ہوگا، اس ابر میں ایک فرشتہ ہوگا جو پکار کر کہے گا، یہ شخص مہدی ہے، اس کی متابعت کرو۔ نیز رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''تمام زمین کے مالک چار شخص ہوئے ہیں، جن میں سے دو مؤمن ہیں اور دو کافر۔ ذوالقرنین اور سلیمان مؤمنون میں سے ہیں اور نمرود و بخت نصر کافروں میں سے، اس زمین کا پانچواں مالک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہوگا'' یعنی حضرت مہدی علیہ الرضوان۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''دنیا فانی نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو معبوث نہ فرمائے گا، اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ زمین کو جور و ظلم کی بجائے عدل و انصاف سے پر کردے گا'' اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دجال کے قتل کرنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ موافقت کریں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی سلطنت کے زمانہ میں زمانہ کی عادت اور نجومیوں کے حساب کے برخلاف ماہِ رمضان کی چودھویں تاریخ کو سورج گرہن اور اوّل ماہ میں چاند گرہن لگے گا''۔

نظر انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ یہ علامتیں اس مردہ شخص میں موجود تھیں یا نہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی علامتیں ہیں جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائیں ہیں۔

علامہ ابن حجرؒ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس میں دو سو تک علامتیں لکھی ہیں۔ بڑی نادانی اور جہالت کی بات یہ ہے کہ مہدی موعود کا حال واضح ہونے کے باوجود لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

"هداهم اللہ سبحانہ الی سواء الصراط"

"اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے"

(منقول از ترجمہ مکتوبات، ص۲۲۰، دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ

علیٰ خیر خلقہ سید نا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ

و اصحابہ اجعمین وعلینا معھم یا ارحم الراحمین.

ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

مختصر تعارف

قصرِ نبوت پر نقب لگانے والے راہزن دورِ نبوت سے لیکر دورِ حاضر تک مختلف انداز کے ساتھ وجود میں آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج صرف اور صرف آمنہ اور عبداللہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سر پر سجایا اور دیگر مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب سے لیکر مسیلمہ قادیان تک سب کو ذلیل ورسوا کیا، اُمت کے ہر طبقہ میں ایسے اشخاص منتخب کیے جنہوں نے ختم نبوت کے دفاع میں اپنی جانوں تک کے نذرانے دیئے اور شب وروز اپنی محنتوں اور صلاحیتوں کو بفضل اللہ تعالیٰ ناموس رسالت وختم نبوت کے مقدس رشتے کے ساتھ منسلک کردیا۔

ختم نبوت اکیڈمی (لندن) کے قیام کا مقصد بھی من جملہ انہی اغراض و مقاصد پر محیط ہے، چنانچہ عالمی مبلغ ختم نبوت "حضرت عبدالرحمٰن یعقوب باوا" نے فتنۂ قادیانیت کی بیخ کنی اور تعاقب کے لئے جس طرح اپنی زندگی کو اس کارِ خیر کے لئے وقف کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، انہی کی انتھک محنت وکاوشوں سے اکیڈمی کا وجود ظہور پذیر ہوا، الحمدللہ اس ادارہ نے عالمی سطح پر ختم نبوت کے دفاع کو مضبوط کیا ہے، تقاریر، مسائل، جرائد اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مسلمانوں کو فتنۂ قادیانیت اور ان کی ریشہ دوانیوں سے باخبر کیا اور ہر سطح پر ایسے فتنوں کی سرکوبی کی جنہوں نے "ختم نبوت" پر قدغن لگانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو اخلاص کے ساتھ مزید ترقیاں نصیب فرمائے۔

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY
P.O.Box 42244, London E78XL Forest Gate U.K.
Ph. # Off.: 020 84714434 Mobile # 07889054549